جماعت اسلامی پاکستان کا معاشی پروگرام

[ذیل میں مجلسِ عاملہ جماعت اسلامی کی وہ قرارداد درج کی جا رہی ہے جس میں وہ اصول بیان کیے گئے ہیں جن کی بنیاد پر ملک کے موجودہ معاشی مسائل کو حل کیا جا سکتا ہے۔ اس قرارداد کو دیکھ کر ہر شخص خود اندازہ کر سکتا ہے کہ جب ہم اسلام کے حدود کے اندر رہتے ہوئے اپنے اِن مسائل کو حل کر سکتے ہیں تو ہمیں باہر سے کوئی نظریہ اور نظام درآمد کرنے کی کیا حاجت ہے؟ اور اس بات کی آخر کیا ضرورت ہے کہ جو اصلاحات ہم اپنے معاشی نظام میں بالکل اسلامی اصولوں کی بنیاد پر کر سکتے ہوں انہیں خواہ مخواہ "اسلامی سوشلزم" کے نام سے موسوم کیا جائے؟ اس غلط اصطلاح سے تو لامحالہ یہ مفہوم نکلتا ہے کہ اسلام میں کوئی نقص تھا جسے دُور کرنے کے لیے ہمیں سوشلزم کا پیوند لگانے کی ضرورت پیش آئی۔]

ہمارے ملک میں اس وقت جو معاشی نظام پایا جاتا ہے وہ صرف اِس وجہ سے از سرتا پا ظلم بن گیا ہے کہ اِس میں سابق جاگیرداری نظام اور جدید سرمایہ داری نظام کی تمام بُرائیاں جمع ہو گئی ہیں، اور اُن پر ایک مُطلق العنان اور خود غرض بیوروکریسی کی بُرائیوں کا مزید اضافہ ہو گیا ہے۔ مجلسِ عاملہ جماعت اسلامی پاکستان مسلسل کئی روز تک اس صورتِ حال کا جائزہ لینے کے بعد اس نتیجے پر پہنچی ہے کہ جب تک اس پُورے نظام میں بنیادی تبدیلیاں نہ کی جائیں، یہاں عدل و انصاف قائم نہیں ہو سکتا، مگر وہ تبدیلیاں لازماً ایسی ہونی چاہییں جن کے ساتھ افراد کے بنیادی حقوق، اور معاشرے کی شہری آزادیاں بھی برقرار رہیں، ورنہ ایک ظلم کی جگہ دوسرا عظیم تر ظلم قائم ہو جائے گا اور یہاں کوئی جمہوریت نہ چل سکے گی۔ لہٰذا اس مجلس کی رائے میں یہ مطلوبہ تبدیلیاں جن اصولوں پر مبنی ہونی چاہییں وہ حسبِ ذیل ہیں:-

۱- سُود، سٹہ، جُوا، اور دوسرے اُن تمام طریقوں کو، جنہیں اسلامی شریعت نے حرام قرار دیا ہے، قانوناً ممنوع

کر دیا جائے اور صرف کسبِ حلال کے دروازے لوگوں کے لیے کھلے رکھے جائیں۔ نیز حرام طریقوں سے دولت صرف کرنے کے دروازے بھی بند کر دیے جائیں۔ صرف اسی طرح نظام سرمایہ داری کی جڑ کٹ سکتی ہے اور وہ آزاد معیشت بھی باقی رہ سکتی ہے جو جمہوریت کے لیے ضروری ہے۔

۲۔ اب تک ناجائز اور حرام طریقوں اور ایک فاسد نظام کی غلط بخشیوں سے دولت کا جو انتہائی ظالمانہ ارتکاز ہو چکا ہے اس کا استیصال کرنے کے لیے اسلامی اصول کے مطابق اُن تمام لوگوں کا سختی کے ساتھ محاسبہ کیا جائے جن کے پاس دولت کا غیر معمولی اجتماع پایا جاتا ہے، اور وہ سب کچھ ان سے واپس لیا جائے جو حرام طریقوں سے حاصل کیا گیا ہے۔

۳۔ ایک طویل مدت تک زرعی املاک کے معاملہ میں غلط نظام رائج رہنے کی وجہ سے جو ناہمواریاں پیدا ہو چکی ہیں ان کو ختم کرنے کے لیے شریعت کے اِس قاعدے پر عمل کیا جائے کہ غیر معمولی حالات میں ایسی غیر معمولی تدابیرِ اصلاح اختیار کی جا سکتی ہیں جو اسلام کے اصولوں سے متصادم نہ ہوتی ہوں۔ اس قاعدے کو ملحوظ رکھتے ہوئے:

(الف) اُن تمام نئی اور پرانی جاگیرداریوں کو قطعی ختم کر دیا جائے جو کسی دورِ حکومت میں اختیارات کے ناجائز استعمال سے پیدا ہوئی ہوں، کیونکہ ان کی ملکیت ہی شرعی طور پر صحیح نہیں ہے۔

(ب) قدیم املاک کے معاملہ میں زمین کی ملکیت کو ایک خاص حد (مثلاً سو یا دو سو ایکڑ) تک محدود کر دیا جائے اور اس سے زائد ملکیت کو منصفانہ شرح پر خرید لیا جائے۔ یہ تحدید صرف عارضی طور پر پچھلی ناہمواریاں دُور کرنے کے لیے کی جا سکتی ہے۔ اسے مستقل حیثیت نہیں دی جا سکتی، کیونکہ مستقل تحدید صرف اسلامی قانونِ وراثت ہی سے نہیں بلکہ متعدد دوسرے شرعی قوانین سے بھی متصادم ہو جائے گی۔

(ج) تمام زمینیں خواہ وہ سرکاری املاک میں سے ہوں، یا مذکورۂ بالا دونوں طریقوں سے حاصل ہوئی ہوں، یا نئے بیراجوں کے ذریعہ سے کاشت کے قابل ہو گئی ہوں، ان کے بارے میں یہ قاعدہ طے کر دیا جائے کہ وہ غیر مالک کاشت کاروں، یا اقتصادی حد سے کم زمین کے مالکوں کے ہاتھ آسان اقساط پر فروخت کی جائیں گی، اور اس معاملہ میں قریبی علاقوں کے لوگوں کا حق مقدم رکھا جائے گا۔ سرکاری لوگوں یا افسروں کو

سستے داموں دینے یا عطیے کے طور پر دے دینے کا طریقہ بند کر دیا جائے اور جن کو اس طرح زمینیں دی گئی ہیں ان سے واپس لے لیا جائے۔ نیز نیلام کے ذریعہ سے فروخت کرنے کا طریقہ بھی ترک کر دیا جائے۔

(د) مزارعت کے متعلق اسلامی قوانین کی سختی کے ساتھ پابندی کرائی جائے اور تمام غیر اسلامی طریقوں کو از روئے قانون روک دیا جائے تاکہ کوئی زمینداری ظلم کی شکل اختیار نہ کر سکے۔

۴۔ معاوضوں کے درمیان موجودہ تفاوت کو، جو ایک اور سو سے بھی زیادہ ہے، گھٹا کر فی الحال ایک اور بیس کی نسبت پر، اور بتدریج ایک اور دس کی نسبت پر لایا جائے۔ نیز یہ طے کر دیا جائے کہ کوئی معاوضہ اُس حد سے کم نہ ہو جو موجودہ زمانے کی قیمتوں کے لحاظ سے ایک کنبے کی بنیادی ضروریات کے لیے ناگزیر ہے۔ یہ حد بحالتِ موجودہ ڈیڑھ سو اور دو سو کے درمیان ہونی چاہیے، اور قیمتوں کے اُتار چڑھاؤ کو ملحوظ رکھتے ہوئے اس کم سے کم حدِّ معاوضہ پر وقتاً فوقتاً نظر ثانی کی جاتی رہنی چاہیے۔

۵۔ کم تنخواہ پانے والے ملازمین کو مکان، علاج اور بچوں کی تعلیم کے سلسلے میں مناسب سہولتیں دی جائیں۔

۶۔ تمام صنعتوں میں مزدوروں کو مذکورۂ بالا کم سے کم حدِّ معاوضہ کے علاوہ نقد بونس بھی دیا جائے، اور بونس شیئرز کے ذریعہ سے انہیں صنعتوں کی ملکیت میں حصہ دار بنایا جائے تاکہ جس صنعت سے وہ تعلق رکھتے ہیں اس کی ترقی سے ان کی ذاتی دلچسپی وابستہ ہو جائے، اور جس دولت کے پیدا کرنے میں ان کی محنت شامل ہے اس کے منافع میں بھی وہ حصہ دار ہوں۔

۷۔ موجودہ لیبر قوانین کو بدل کر ایسے منصفانہ قوانین بنائے جائیں جو سرمایہ اور محنت کی کشمکش کو حقیقی تعاون میں تبدیل کر دیں، محنت پیشہ گروہ کو اس کے جائز حقوق دلوائیں، اور نزاعات کی صورت میں تصفیہ کا ایسا طریقہ مقرر کر دیں جو ٹھیک ٹھیک انصاف قائم کر سکتا ہو۔

۸۔ ملکی قوانین اور انتظامی پالیسیوں میں اس طرح ترمیم و اصلاح کی جائے کہ صنعت و تجارت پر سے چند لوگوں کا تسلط ختم ہو اور معاشرے کے زیادہ سے زیادہ افراد اُن کی ملکیت اور منافع میں حصہ دار بن سکیں۔ نیز قوانین اور پالیسیوں کی اُن تمام خامیوں کو دُور کیا جائے جن کی بدولت ناجائز نفع اندوزیاں کی جاتی ہیں، مصنوعی گرانی پیدا کر کے خلقِ خدا کے لیے زندگی بسر کرنا دشوار کر دیا جاتا ہے، اور ملک کی معاشی ترقی کا فائدہ عوام تک

نہیں پہنچنے دیا جاتا۔

۹۔ جن صنعتوں کو کلیدی اور بنیادی اہمیت حاصل ہے اور جن کا نجی ہاتھوں میں چلنا اجتماعی حیثیت سے نقصان دہ ہے ان کو قومی انتظام میں چلایا جائے۔ اِس امر کا فیصلہ کرنا کہ کن صنعتوں کو قومی انتظام میں چلانا ضروری ہے، ایک ایسی نمائندہ اسمبلی کا کام ہے جو عوام کی آزاد مرضی سے منتخب ہوئی ہو۔ اور اس کا فیصلہ کرتے ہوئے یہ اطمینان کر لینا بھی ضروری ہے کہ ان صنعتوں کا انتظام بیوروکریسی کی اُن معروف خرابیوں کا شکار نہ ہونے پائے جن کی بدولت صنعتوں کو قومی انتظام میں چلانا فائدے کے بجائے اُلٹا نقصان کا موجب بن جاتا ہے۔

۱۰۔ بینکنگ اور انشورنس کے اُس پورے نظام کو، جو دراصل یہودی سرمایہ داروں کے دماغ کا آفریدہ ہے اور جس کی تقلید ہمارے ملک میں بھی کی جا رہی ہے، یکسر بدل کر اسلامی اصولِ شرکت و مضاربت اور تعاونِ باہمی کے مطابق از سرِ نو تعمیر کیا جائے۔ اِس بنیادی اصلاح کے بغیر ان دونوں چیزوں کے مفاسد کسی طرح دُور نہیں کیے جا سکتے خواہ ان کو قومی ملکیت میں لے لیا جائے۔

۱۱۔ زکوٰۃ کی تحصیل و تقسیم کا انتظام کر کے کفالتِ عامّہ کی اُس اسلامی اسکیم کو عمل میں لایا جائے جس سے بہتر سوشل سکیورٹی کی کوئی اسکیم آج تک کوئی نظام وضع نہیں کر سکا ہے۔ یہی ایک یقینی ذریعہ ہے جس سے ملک میں کوئی فرد غذا، لباس، مکان، علاج اور تعلیم سے محروم نہیں رہ سکتا۔

۱۲۔ مشرقی پاکستان اور مغربی پاکستان کے درمیان عدمِ مساوات دُور کرنے کے لیے تحریکِ جمہوریت کے آٹھ نکاتی پروگرام میں سے اُن ۶ نکات پر عمل کیا جائے جو اس مسئلے کے متعلق تحریکِ جمہوریت نے بالاتفاق طے کیے تھے۔

اِن اصولوں پر معاشی اصلاحات کا ایک مفصّل پروگرام مرتب کرنے کے لیے جماعت اسلامی کی ایک مخصوص کمیٹی کام کر رہی ہے جو عنقریب اپنی تجاویز پیش کر دے گی لیکن مجلسِ عاملہ یہ بات واضح کر دینا ضروری سمجھتی ہے کہ صرف معیشت ہی انسانی زندگی کا اصلی یا واحد مسئلہ نہیں ہے، بلکہ وہ زندگی کے دوسرے مسائل کے ساتھ گہرا ربط رکھتی ہے۔ جب تک اسلامی تعلیمات اور احکام کے مطابق اخلاق، معاشرت، تعلیم، سیاست، قانون، اور نظم و نسق کے تمام شعبوں میں ہمہ گیر اصلاحات نہ ہوں، محض معاشی اصلاح کا کوئی پروگرام بھی کامیاب اور نتیجہ خیز نہیں ہو سکتا۔ جماعت اسلامی اپنے منشور میں ان ہمہ گیر اصلاحات کا ایک تفصیلی نقشہ پیش کرے گی جو انشاء اللہ جلدی منظرِ عام پر آ جائے گا۔